International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
https://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/index *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.4 (2024)
(October-December)

An Investigation and Analytical Evaluation of the Quran's Scientific Miracles

قرآن کےسائنسی اعجاز کاتحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Zeeshan Qureshi
MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies and Sharia, Muslim Youth University Islamabad
Dr. Najamuddin Kokab Hashmi
Associate Professor, Institute of Islamic Studies and Sharia, Muslim Youth University Islamabad

Abstract

The Holy Qur'an is the word of Allah Almighty and within this word Allah Almighty explained the parables of the sciences from the beginning of the universe to the end of the universe and today after 1400 years we have been able to better understand these many verses and hadiths. There are things that people before us might not have been able to understand with these resources. As Allah Almighty says in Surah Rahman in the Holy Quran. We raised the heavens and established a balance between them, so do not disturb the balance. Now, when this verse of the Quran was revealed, it was not possible for ordinary people to go to the heavens, but today we are preparing to travel between different planets and stars and send our missions, but the Quran 1400 years ago gave us this balance. which is being applied to us today after the passage of 1400 years. Now if we consider, this Hadith of the Prophet is describing the advantages and disadvantages of today's scientific technology in a very clear way. where in today's era, science has developed at a very fast pace and new inventions are being made. But the implications of this development have also started to appear in front of us. In this paper, we will also present the commands in the Qur'an and Hadith regarding science and Islam related to the people of Islam
Keywords: Quran, scientific technology, implications, commands, Hadith, Miracle

تعارف

تمام تعریفوں کے لائق ہے وہ ذات جسکے قبضے میں زمین وآسمان کی بادشاہت ہے جو علیم و حکیم ہے اور اپنے حکم میں بے نیاز ہے۔درود و سلام ہو نبی مکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو کائنات کے لیے ہادی ور ہنما بنا کر مبعوث فرما گے اور سلام ہو اہل اسلام پر اما بعد۔

قرآن کریم اللہ تعالی کا کلام ہے اور آخری الہامی کتاب بھی، جس کی ابتداء اللہ تعالی نے اپنی تعارف بیان کرنے کے بعد علوم سے کی جس نے یہ ثابت کیا کی قرآن زندگی و علم کا پورا ضابطہ اخلاق ہے اور جو کلام اپنی ابتداء ہی علم سے کر رہا ہے وہ اپنے اندر کائنات کے کون کون سے علوم رکھتا ہو گا۔

اس مقالہ میں اعجاز قرآن عصری سائنس کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ قرآن کا اعجاز اور اسکی افادیت تمام عصری سائنسی علوم پر قائم ہو سکے۔قرآن اور کائنات کے موضوع پر مقالہ نگار کی راکے مطابق آخری کتاب آج سے تقریباًسات سال پہلے لکھی گئ۔قرآن اور جدید سائنس[i] کے نام سے ڈاکٹر ذاکر نائیک کی کتاب کافی مشہور ہے۔اس موضوع پر لکھی گئی ذیادہ تر کتابوں میں مصنفین نے قرآن کی آیات کے ساتھ عصری سائنس کی دریافتوں کو جوڑنے کی کوشش کی ہے مگر ان دریافتوں کے ذیادہ حصوں پر تحقیق نہیں کی گئی اور نہ ہی انکے ارتقائی معاملات کے اندر شامل عوامل کو اجاگر کیا گیا ہے جبکہ قرآن مجید ان تمام عوامل کے کلیدی فارمولے بیان کرتا نظر آتا ہے۔یہ صرف قرآن مجید کا ہی اعجاز ہے کے اسکے الفاظ 1450 سال گزرنے کے بعد بھی اسکے الفاظ ویسے ہی قائم ہیں جیسے نزول کے وقت تھے۔سائنس کے قوانین تجربات کی روشنی میں بدلے مگر قرآن کی بتائی ہوئی حقیقت میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

International Journal of Islamic Studies & Culture ISSN-2709-3905
https://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/index PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.4 (2024)
(October-December)

فصاحت وبلاغت

قرآن عرب زبان میں نازل ہوااور عربی بولنے سمجھنے والوں کو یہاں تک حیران وپریشان کیا کھلے چیلنج پرایک آیت لانے کا کہاجوان میں سے کوئی نہ لاسکا۔یہ ابتداء تھی قرآن کے اعجاز کے معیار کی۔فصاحت وبلاغت میں کوئی کلام اسکاثانی نہیں۔اسلوب ایسا کہ نسل در نسل اہل عرب اسکے مقابلے میں کوئی آیت نہ لاسکے۔پہلے لوگوں کے واقعات اور بعد میں ہونے والے واقعات کاایسابیان کے کوئی سمجھدار اسکاانکارنہ کرسکے۔ہر واقعہ چاہے وہ ماضی سے متعلق ہوایسی خوش اسلوبی سے بیان کیاگیاہے کہ جیسے ہمارے سامنے ہی ہورہا ہے۔سادہ زمانے میں بعد کی جدید سائنس کوبیان کیاگیااور آنے والے واقعات کی پیشین گوئیاں کردی گئی کچھ سائینسی تناظر میں اس مقالے میں بیان کی جائے گی۔اس مقالے میں عصر حاضر کی روشنی میں قرآن کے سائنسی اعجاز کوبیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ابتدائے کائنات واعجاز قرآن

یہ بات اِنتہائی قابل توجہ ہے کہ سائنس نے جو دریافتیں بیسویں صدی اور بالخصوص اُس کی آخری چند دہائیوں میں حاصل کی ہیں قرآنِ مجید اُنہیں آج سے 1400 سال پہلے بیان کر چکا ہے۔ تخلیقِ کائنات کے قرآنی اُصولوں میں سے ایک بنیادی اُصول یہ ہے کہ اِبتدائے خلق کے وقت کائنات کا تمام بنیادی مواد ایک اِکائی کی صورت میں موجود تھا، جسے بعد ازاں پارہ پارہ کرتے ہوئے مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔اِس سے کائنات میں توسیع کا عمل شروع ہوا جو ہنوز مسلسل جاری وساری ہے۔

قرآنِ مجید اِس حقیقت کو اِن اَلفاظ میں بیان کرتا ہے

"اَوَلَم یَرَالذِیۡنَ کَفَرُوا اَنَّ السَّمٰاوَاتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰاھُمَا"(ii)

(اور کیاکافرلوگوں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین سب ایک تھے پس ہم نے انہیں پھاڑ کر جدا کر دیا)۔

قرآنِ مجید نے آج سے 14 صدیاں قبل تخلیقِ کائنات کی یہ حقیقت عرب کے ایک جاہل معاشرے میں بیان کر دی تھی اور لوگوں کو یہ دعوتِ فکر دی تھی کہ وہ اِس حقیقت کے بارے میں سوچیں۔صدیوں کی تحقیق کے بعد بیسویں صدی کے وسط میں جدید علمِ تخلیقیات (cosmology)(iii)، علمِ فلکیات(iv) (astronomy) اور علمِ فلکی طبیعیات (astrophysics) (v) کے ماہرین نے بالکل وُہی نظریہ منظرِ عام پر پیش کیا ہے کہ کائنات کی تخلیق ایک 'صفر درجہ جسامت کی اِکائیت' سے ہوئی۔'عظیم دھماکے کا نظریہ (Big Bang Theory)' اِسی کی معقول تشریح وتوضیح ہے۔

مختلف زمانے میں بسی ہوئی تہذیبوں کے آثار کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روزروشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اس کائنات کو کسی بہت عظیم الشان ہستی نے اپنے الفاظ کی طاقت سے تخلیق کیااور بعد از تخلیق اس کے انتظام وانصرام کا اہتمام کیا۔(vi)

حدیث نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔

اللہ تعالی نے کائنات کی تخلیق سے 50ہزار سال پہلے مخلوقات کو تخلیق کیا۔(vii)

اگر ہم پرانی تہذیبوں کا مطالعہ کریں تو ایک بات تمام تہذیبوں میں نمایاں اور ایک جیسی نظر آئے گی اور وہ یہ کہ تخلیق کائنات کا پیغام جو تمام تہذیبوں کے آثار میں ہمیں ملتا ہے ایک جیسا ہے۔یہ ہمیں سوچنے اور ماننے پر مجبور کرتا ہے کہ یہ پیغام کسی ایک ہی ہستی کی طرف سے آیا ہے قرآن کریم کاسب سے بڑا عصری اعجاز ہے کہ جہاں سائنس ابتداء کائنات کے بارے میں بگ بینگ پر رک جاتی ہے وہیں وہ سورہ یاسین(viii) کی آیت نمبر82 میں تخلیق کائنات کے پہلے مرحلے کو بیان کرتا نظر آتا ہے۔اگر ہم اس آیت کے اوپر غور کریں تو ہمیں اس کی عددی قدر کے اندر ہندسہ 1 نظر آتا ہے کہ یہ ابتدائے کائنات کا سفر ہے اور دوسری طرف اگر ہم اس آیت کی طاقت کو دیکھنا چاہیں تو ہمیں عدد سات یعنی کہ آیت نمبر82 نظر آتی ہے ایک طرف یہ تخلیق کائنات کا آغاز مادے سے ہورہا ہے جبکہ دوسری طرف اس کو سنبھالنے کے لیے نور کی طاقت کو استعمال کیا جارہا ہے یعنی کہ کن جس کا عددی قدر ابجد قمری کے حوالے سے 7 بنتا ہے وہ ہمیں سات زمین واور سات آسمانوں کے ساتھ ہر شے کی سات سات تہیں بتارہی ہے اور اس کے اندر ایک اور

عنصر کار فرما ہے جسے نور کہا جاتا ہے جس کے عدد چار بنتے ہیں اور یہ چار مختلف عناصر کے اوپر دلالت کرتے ہیں- کیا اتنی عظیم الشان کائنات ایک دھماکے سے پیدا ہو جاتی ہے اور اس کو کوئی سنبھالنے والا نہیں تو ہمیں یہ جواب سنبھالنے والے کی طرف سے ہی دیا جاتا ہے کہ اسی نے اس کائنات کو تخلیق کیا اور وہی اس کائنات کا حاکم ہے۔

یہ پیغام تمام تہذیبوں کے اندر مختلف انبیاء لے کر آئے اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعد سے لے کر حضرت عیسی علیہ السلام تک مختلف انبیاء اسی پیغام کو عوام الناس تک مختلف انداز میں پہنچاتے رہے لیکن جب بات آئی پیغام کے مکمل ہونے کی علم کو مکمل کرنے کی تو ہادی بر حق حضور احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس قوم کی طرف نبی بنا کر مبعوث فرمایا گیا جو اپنی اخلاقی معاشی اور معاشرتی رسومات میں انتہائی جاہل تھی جس کو اس وقت کے بادشاہ بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔

قرآن کا اعجاز علم

(اتارا گیا یعنی علم اور اسی علم کے ساتھ پورے قرآن مجید کے وہ تمام کائنات کے راز جو ابتدائے کائنات سے انتہائے کائنات [ix] نبی ﷺ کے پاس پہلا پیغام اور اس کا پہلا لفظ اقراء) تک اور اس کے بعد دوبارہ تخلیق کائنات سے متعلق تھے اس کتاب میں کھول کھول کر بیان کیے گئے ہیں اور اس کی دلیل اللہ تعالی قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے

ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا تو کوئی ہے جو اس سے نصیحت حاصل کریں۔ (x)

دوسری طرف زمین اور آسمان کی تخلیق کے لیے اللہ تعالی قرآن مجید میں بار بار فرماتا ہے کہ آسمان اور زمین کی پیدائش میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں ان نشانیوں پر غور کرو۔ (xi)

قرآن اور سائنس کا نظریہ

ہم کائنات کی تخلیق کا آغاز کرتے ہوئے دو انداز بیان کی طرف جاتے ہیں ایک سائنسی انداز بیان ہے جو سائنس کے ذریعے کائنات کی تخلیق کو بیان کرتا ہے اور دوسرا قرآنی انداز ہے جو کائنات کی تخلیق کو خالق کائنات کی زبان میں بیان کرتا ہے۔

بینگ بینگ نظریہ جسے ہم کائنات کا ابتدائی دھماکہ کہتے ہیں اس کے مطابق کائنات ایک نقطے سے شروع ہوئی اور بتدریج پھیل رہی ہے۔ جبکہ جدید ترین نظریہ **Oscillating Universe Theory** جس کے مطابق کوانٹم فزکس کے اصولوں کے تحت یہ کائنات دوبارہ پہلی والی صورتحال میں واپس آئے گی اور پھر ایک نئی کائنات کا آغاز ہو گا۔

کیا ہمیں یہ تحقیق سن کر حیرت نہیں ہوتی کہ قرآن مجید میں آج سے 1400 سال پہلے کائنات کے اختتام اور کائنات کے آغاز کے بارے میں انتہائی واضح انداز میں بیان کیا۔ اور اس اختتام کے بارے میں تو قرآن کے اندر پوری سورت موجود ہے جو اس ہونے والے واقعے کی پوری تصویر کشی کر رہی ہے۔ جسے سورہ زلزال کہتے ہیں اس کے علاوہ بہت زیادہ آیتیں قیامت کا حال بیان کرتی ہوئی ہمیں قرآن میں جابجا نظر آتی ہیں۔ اور صرف کائنات کی تباہی نہیں اس کے بعد نئی کائنات کا وجود میں آنا بھی قرآن سے ثابت ہے جس کو آج کی جدید سائنس مان چکی ہے۔ اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا. (xii)

تمام آسمان و زمین ایک ہی اکائی تھے یعنی آپس میں ملے ہوتے تھے۔

اس کے فورا بعد قرآن اس حقیقت کو بیان کرتا ہے جسے آج بگ بینگ تھیوری کہا جاتا ہے۔ اس عظیم الشان دھماکے کے بعد قران کائنات کے بننے اور پھیلنے کا ذکر کرتا ہے جس کو آج کی سائنس صحیح ماننے پر مجبور ہے۔ اِن الفاظ میں بگ بینگ سے پہلے کا ذِکر کیا گیا ہے۔ اُس کے بعد بننے اور پھیلنے کا عمل شروع ہوا، بنگ بینگ کلام مجید نے اِن اَلفاظ میں ذِکر کیا ہے:

فَفَتَقْنٰهُمَا

(پس ہم نے اُنہیں پھاڑ کر جدا کر دیا)۔[xiii]

آج سائنس یہ سمجھ چکی ہے کہ بینگ بینک کا دھماکہ ہائیڈروجن کے بڑے بڑے ذخیرہ نما بادلوں میں ہوا جس کی وجہ سے انتہائی درجہ کی حرارت پیدا ہوئی اور کچھ ہی دیر میں وہ حرارت تیزی سے کم ہوئی۔ جس سے ایٹم اور اس کی ذیلیات تخلیق پائیں۔

غور کیا جائے تو ہائیڈروجن اور آکسیجن کے ملنے سے پانی بنتا ہے اور یہ پانی بھی آسمانوں میں موجود تھا۔یعنی H2O

اعجاز قرآن (پانی سے زندگی کا آغاز)

اگر ہم غور کریں تو سائنسی نظریات کے حوالے سے ہائیڈروجن گیس کا جو نظریہ دیا جارہا ہے قرآن اس سے بہت اگلے مرحلے پر بیان کرتا ہے۔

" وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا"

(ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا)۔[xiv]

یہ آیت واضح طور پر یہ سائنسی نظریہ پیش کرتے ہوئے نظر آتی ہے کہ زمین پر پانی موجود نہیں تھا اور آسمانوں سے پانی یہاں پر اتارا گیا اور اسی اتارے ہوئے پانی کے اندر زندگی کا بیکٹیریا موجود تھا جو کہ ایک سیل پر مشتمل تھا اور پھر اسی سے ارتقائے زندگی اس زمین پر شروع ہوا۔ مطلب یہ کہ اس زمین پر حیات کسی دوسری جگہ سے پہنچی یہ زمین اس حیات کے آنے سے پہلے نہ صرف بنجر تھی بلکہ زندگی کے لوازمات سے عاری۔

"وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ"

(ہم نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا)۔(xv)

سائنس آج اس بات کو مان چکی ہے کہ زمین پر حیات سمندوروں میں موجود بیکٹیریا سے شروع ہوئی۔اس بیکٹریا کا نام (Prokaryotes) رکھا گیا۔[xvi] زمین میں زندگی کا آغاز آسمانوں سے اترے ہو پانی سے ہوا جس میں حیات موجود تھیں۔آج سے تقریبا 1450 سال پہلے جب اس سائنسی ترقی کا دور دور تک وجود بھی نہ تھا قرآن ان حقائق کو واشگاف الفاظ میں بیان کر رہا ہے جو تقریبا 1450 سال گزرنے کے بعد سائنس مختلف تجربات کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد ان تمام حقائق کا جو قرآن نے بیان کیے ہیں اعتراف کر رہی ہے۔

"ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَآئِعِينَ"

(پھر اس نے آسمان کی طرف قصد فرمایا اور آسمان دھواں تھا تو اللہ نے اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں خوشی یا ناخوشی سے آجاؤ۔دونوں نے عرض کی: ہم خوشی کے ساتھ حاضر ہوئے۔)[xvii]

ہم سائنسی طور پر آج: یہ سمجھنے کے قابل ہو چکے ہیں کہ پانی ہائیڈروجن اور اکسیجن کے ایٹم سے مل کر بنتے ہیں ہائیڈروجن کا ایٹم آکسیجن کے ایٹم سے 104 ڈگری پر ملا ہوتا ہے۔ہائیڈروجن خود جلتی ہے اور اکسیجن جلنے میں مدد دیتی ہے۔

15 سال کی ریسرچ کے بعد جارجیا یونیورسٹی نے جو اپنا ریسرچ[xviii] پیپر شائع کیا اس میں انہوں نے کائنات کی تخلیق 13.8 ارب سال کہ عرصے پر محیط کی ہے جبکہ قرآن کی ایک آیت کہ ہم اس کائنات کو پھیلا رہے ہیں یہ ظاہر کرتی ہے کہ جتنی کائنات ہم ان ہائیڈروجن بادلوں کے اس طرف دیکھ رہے ہیں اتنی ہی کائنات دوسری طرف بھی تخلیق ہو رہی ہے۔ لیکن اس مرحلے پر قرآن میں سورت الرعد کی ایک آیت ہمیں متوجہ کرتی ہے۔اور ہم زمین کو کناروں سے گھٹا رہے ہیں۔[xix] تو دوسری طرف آسمانوں کی وسعت کا ذکر کیا جارہا ہے۔اور آسمانوں کو پھیلا رہے ہیں۔[xx] اور آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم اِسے مزید وسعت دے رہے ہیں"۔

ماضی بعید میں نیوٹن کے مطابق سائنسدان یہ مانتے تھے کہ کائنات پھیل نہیں رہی۔ دوسری طرف آئن سٹائن کے مطابق کائنات مسلسل پھیل رہی تھی مگر کیسے، اسکا جواب آئن

سٹائن کے پاس بھی نہیں تھا۔ ''کائنات پھیل رہی ہے'' یہ بات سائنسدانوں نے کسی ریاضی کی مدد سے معلوم نہیں کی۔ جیسا کہ عموماً ہوتا ہے۔ پہلے کوئی تھیوری ڈیولپ ہوتی ہے اور اس کی ریاضی کو دیکھتے ہوئے اس کی حقیقت کو دریافت کیا جاتا ہے۔ لیکن ''کائنات پھیل رہی ہے'' وہ حقیقت ہے جسے انسان نے اپنی آنکھوں سے پہلے دیکھا اور اس کی ریاضی بعد میں ڈیولپ کی۔ ''ہبل'' نے 1923 میں اعلان کیا کہ اُس نے دُوربین سے دیکھا ہے اور اُسے صاف نظر آیا ہے کہ کائنات پھیل رہی ہے۔ اس نے جو دیکھا اور سائنسدانوں کو بھی دکھایا۔ جب آنکھوں سے دیکھ لیا تو بعد میں اُن فاصلوں اور کہکشاؤں کو ریاضی کی مدد سے مزید سمجھنا شروع کر دیا۔ پھر ایک دن، بعینہ پہلے حادثے کی طرح جو ''ھبَل'' کے ساتھ پیش آیا تھا یعنی آنکھوں سے دیکھا تو پتہ چلا کہ کائنات پھیل رہی ہے، ایک اور حادثہ 1998 میں پیش آیا جب پتہ چلا کہ کائنات پھیل بھی رہی ہے اور اِس کے پھیلنے کی رفتار آہستہ نہیں ہو رہی بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ مسلسل بڑھ رہی ہے۔ تب تو فزکس کی دنیا میں بھونچال آگیا۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ بالکل ناممکن ہے؟ اگر کائنات مسلسل پھیل بھی رہی ہے اور اسکی رفتار مسلسل بڑھ بھی رہی ہے یعنی ایکسیلیریٹ بھی ہو رہی تو پھر اتنی توانائی کہاں سے آئی جو کائنات کے مادے کو ایک دوسرے سے پرے دھکیلتی جا رہی ہے؟ اتنی زیادہ توانائی، جس کا تصور بھی محال ہے آخر کہاں سے آئی؟ اس خوفناک سوال کے جواب کے طور پر ''ڈارک انرجی'' کا تصور متعارف ہوا۔

ہبل سے سائنس مشاہدہ کر چکی ہے کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے اور ایک تاریک توانائی (ڈارک انرجی) ہے جو اسے اور تیزی کے ساتھ پھیلا رہی ہے۔ پہلے کی طرح اب بھی نئے نئے نتائج اخذ کیے جا رہے ہیں۔ جن میں سب سے مقبول اور لاجیکل یہ ہے کہ اگر کائنات اِسی رفتار سے پھیلتی رہی تو بہت جلد تمام کہکشائیں ایک دوسرے سے اتنی دور ہو جائینگی کہ ایک دوسرے کو نظر ہی نہیں آئیں گی۔ یہ کائنات ایک ٹھنڈی، خاموش اور کالی رات میں بدل جائے گی اور ہم بالکل تنہا رہ جائینگے۔ ڈارک انرجی کے بارے میں ابھی کوئی سراغ نہیں ملا کہ وہ فی الواقعہ وجود بھی رکھتی ہے یا نہیں۔ البتہ اُس کی تلاش جاری ہے۔ اور لیبارٹریز میں ڈارک میٹر اور ڈارک انرجی کے ذرّات کو دریافت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ یہ ذرّات زمین سے بھی آر پار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اِن کا کسی شئے کے ساتھ ٹکراؤ ممکن نہیں اور کسی بھی آلے سے پیمائش ممکن نہیں۔ پھر بھی افریقہ کی ایک پرانی، متروک سونے کی کان میں، جو زمین کے اندر ستر کلو میٹر گہری ہے، نہایت ٹھنڈے عناصر (ایلیمنٹس) کی پلیٹوں پر کئی سال سے ڈارک میٹر اور ڈارک انرجی کے ذرّات کو پکڑنے کی کوشش جاری ہے۔ اور ابھی تک اِن ذرّات کا سراغ نہیں مل سکا۔ ستر کلو میٹر گہرائی میں، یہ کوشش اِس لیے کی جا رہی ہے کہ وہ جگہ ہر طرف کی ریڈی ایشن سے پاک ہے اور دیگر تمام قسم کے ذرّات جو مادے اور توانائی کے ہیں، وہاں کم سے کم ہیں۔ اُن پلیٹوں سے کسی دن کوئی ایک ذرّہ بھی ٹکرایا تو گویا ہم ڈارک میٹر یا ڈارک انرجی کو دریافت کر لینگے۔[xxi]

قرآن کتنا شاندار کلام ہے جو کائنات کی تخلیق کا فارمولا بیان کر رہا ہے کہ آسمان مسلسل وسعت حاصل کر رہے ہیں جبکہ زمین پر یہ جو مادے پھیلے ہوئے ہیں یہ تمام کے تمام آہستہ آہستہ کم ہوتے جا رہے ہیں لیکن یہاں پر ایک بات ہمیں غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کیا اللہ تعالی نے زمین کا لفظ صرف ہماری اس سیارے کے لیے استعمال کیا ہے یقینا نہیں قرآن کے الفاظ میں زمین وہ بچھی ہوئی شے ہے جو مادے سے تخلیق کی گئی ہے اور جس پہ زندگی کسی نہ کسی حال میں ممکن ہو سکتی ہے اور آسمان وہ رفعتیں ہیں جو اس زمین سے بہت بلند و بالا قائم کی گئی ہیں تاکہ توازن قائم رہ سکے۔ اللہ تعالی کے قائم کردہ آسمانی نظام سے ایک چیز انتہائی واضح ہو جاتی ہے کہ زمین پر جو کچھ بھی نازل کیا جاتا ہے یعنی اتارا جاتا ہے وہ آسمان سے نازل کہا جاتا ہے اور واپس آسمانوں میں ہی داخل کیا جاتا ہے۔

قرآن کا سائنسی اعجاز (کائنات کا آپس میں ہم ربط ہونا)

اسی قرآن کے اندر اللہ تعالی فرماتا ہے: کہ ہم نے طوفان نوح کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیے اور پانی برسایا[xxii]

تب ہم نے موسلادھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا اور وہ سارا پانی اس کام کو پورا کرنے کے لئے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا۔

''

یہ ایک عظیم کائناتی حرکت ہے جو بہت ہی بھرپور ہے لیکن اس عظیم کائناتی عمل اور حرکت کی تصویر چند الفاظ میں کھینچی گئی ہے۔الفاظ بڑی خوبصورت سے چنے گئے ہیں اور اس پورے عمل کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہ سب عمل قدرت الٰہیہ کا ہے۔

ففتحنا ابواب السماء(54: 11) '' موسلادھار بارش سے'' یعنی ایسی بارش جس میں پانی بہت برس رہا ہو۔اسی قوت اور اسی حرکت سے۔

م یہ سائنسی طور پر جانتے ہیں کہ زمین میں جو پانی ہے وہی پانی بادلوں پہ جاتا ہے زمین پر برستا ہے اور واپس سمندروں میں داخل ہو جاتا ہے یعنی پانی کی مقدار تقریباً برابر رہتی ہے لیکن یہ کیسا پانی تھا جو آسمانوں سے اترا اور پوری زمین کے بلند و بالا پہاڑوں تک کو پہنچ گیا اور پھر اللہ کا اگلا حکم کے زمینوں کو ہم نے کہا پانی نگل لو اور آسمانوں کو کہا کہ پانی روک دو۔

اب آسمانوں والا پانی تو رک گیا برسنے سے مگر جو پانی زمین پر موجود تھا اس کو زمین نے نگل لیا تو آج قرآن ہمیں یہ سمجھنے پر مجبور کرتا ہے کہ جتنا پانی ہم زمین پر دیکھ رہے ہیں اس سے کہیں زیادہ پانی ہماری زمین کی تہوں میں موجود ہے اور یہ بات کسی حد تک سائنس نے بھی مان لی ہے۔آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے جب ٹیکنالوجی کا کوئی نام و نشان نہیں تھا زندگی انتہائی سادہ تھی اس وقت کائنات اور اس کے اندر کام کرنے کے طریقے کار کو کون بیان کر سکتا ہے تو اس کا جواب صرف یہی ہے کہ وہ جس نے اس کائنات کو تخلیق کیا ہو اور اس کا انتظام سنبھالے ہوئے ہو۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسی علیہ السلام تک جتنے نبی آئے وہ سب اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے آئے لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ میں استاد یعنی معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں یعنی تمہیں وہ تمام علوم میں بہرہ بن کردوں جو آنے والے زمانوں میں بھی تمہاری رہنمائی کر سکیں اور اس کی مثال اوپر بیان کی جا چکی ہے کہ پہلا کلام ربانی کا لفظ اقراء تھا۔اسی علم کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے آپ نے جو مختلف فرمان ارشاد فرمائے وہ ہمیں علم کی اہمیت کا احساس دلانے کے لیے کافی ہیں۔جیسے کہ ایک حدیث میں یہ مفہوم ملتا ہے کہ آپ نے ذکر اور علم کی مجلس میں سے علم کی مجلس کو فوقیت دی۔دوسرا آپ نے ہر مسلمان پر علم کو حاصل کرنا فرض قرار دیا۔کیا یہ علم صرف دینی علم تھا، نہیں میری نگاہ سے کوئی بھی ایسی حدیث جو صرف اس علم کے بارے میں یعنی صرف دینی علوم کی ہی اہمیت کو اجاگر کرتی ہو اور دوسرے عصری علوم سے روگردانی کرتی ہو نہیں گزری بلکہ آپ نے جا بجا قرآن کے علم کا مطلب عصری و دینی علم استعمال کیا ہے۔ان 14 سو سال کے اندر بڑے بڑے مسلم سائنسدان پیدا ہوئے جن کے علم اور ان کی ایجاد کردہ فارمولے آج اس جدید سائنس کی بنیاد ہیں۔

قرآن کا اعجاز علم اور عصر حاضر

اگر ہم قرآن مجید کی سورہ رحمن کی آیت پر غور کریں جو مفہوما اس طرح ہمیں سمجھاتی ہے کہ ہم نے آسمانوں کو بلند کیا اور ان کے اندر توازن قائم کیا تو تم توازن کو خراب مت کرو۔کیا آپ سوچ سکتے تھے کہ 1400 سال پہلے جب آسمان کی طرف سفر کرنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا یہ آیت توازن آسمان کا حسن بیان فرما رہی ہے اور آج ہم آسمان کی رفعتوں میں سفر کرنے کے قابل ہو چکے ہیں ہمیں اس خطرے کی طرف بھی نشاندہی کر رہی ہے کہ جو کائنات کی یا آسمانوں کے درمیان توازن خراب کرنے کی صورت میں ہمارے سامنے آ سکتا ہے۔قرآن ہی کی ایک آیت جو تخلیق انسان کے بارے میں ہے اگر ہم غور کریں تو ہمیں سمجھ آتی ہے کہ

ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور دوسری جگہ بیان فرمایا کہ انسان تو کوئی قابل ذکر شے ہی نہ تھا۔(xxiii)

لیکن پھر اللہ تعالی نے اپنی کمال میں مہربانی سے اسے خلیفۃ الارض کا لقب دیا اور اسے وہ تمام علوم سکھائے جس سے یہ زمین و آسمان کی رفعتوں میں سفر کر سکتا تھا اور زمین کے اندر حکمرانی اور اس کے لوازمات کو جان سکتا تھا۔

ہم نے آدم کو تمام اسماء کا علم دیا یہ آیت اس وقت بیان ہو رہی ہے جب جنات اور فرشتوں سے آدم کا مقابلہ کروایا جا رہا ہے اور آدم ان تمام چیزوں کے علوم کی وجہ سے جیت کا حقدار کہلاتا ہے اور اس کو سجدہ کروایا جاتا ہے۔انسانی دماغ تقریباً 100 بلین نیوران سلیز پر مشتمل ہوتا ہے یہ ایک سکینڈ میں تقریباً 200 ٹریلین یا اس سے بھی زائد عمل کرنے کی

صلاحیت رکھتا ہے جو1000سُپر کمپیوٹرز سے زیادہ طاقتور ہے جس میں پیٹابائٹ (Petabytes)تک کا ڈیٹا سٹور کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے جو کہ Flexible ہارڈ ڈسک کی طرح اپنا ڈیٹا کم یا زیادہ بھی کر سکتی ہے-انسانی ذہن کی صلاحیت CC 1400-1500ہے-

ایٹم اور اعجاز قرآن

قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ کیا تم اپنے نفسوں پر غور نہیں کرتے۔[xxiv]

اب جب سائنس انسانی جسم کے اوپر غور کرتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانی جسم میں 37.2ٹریلین خلیے ہیں اور ایک خلیے میں 100ٹریلین ایٹم ہیں۔ کیا آج سے پہلے کوئی یہ سوچ سکتا تھا کہ ایک خلیے میں اتنی بڑی تعداد ایٹم کی ہو سکتی ہے جسے پورا انسانی جسم بنتا ہے۔

یعنی تم اپنی جسمانی ساخت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تو آج سائنسدان ڈی این اے سے واقف ہو چکے ہیں ایک خلیے اور اس کے اندر موجود اربوں ایٹم سے واقف ہو چکے ہیں۔

قرآن کا اعجاز اور طویل مصنوعی نیند

دوسرے سیاروں کے درمیان طویل سفر کرنے کے لیے ہائبر نیشن کا کانسپٹ بہت سے جانداروں سے لیا گیا ہے لیکن آج سے کہیں ہزار سال پہلے ہائبر نیشن کا عملی تجربہ قرآن مجید سورہ کہف میں بیان کرتا ہے اور آج سائنسدانوں کو جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہے وہ انسانی ذہن کی حفاظت کا ہے اس پورے سسٹم کے دوران جبکہ قرآن مجید اس حوالے سے بھی انتہائی واضح ہدایت بیان کرتا ہے جس کے مطابق اصحاب کہف کو کانوں پر ضرب لگا کر سلایا گیا۔[xxv]

یہ ضرب کوئی جسمانی طور پر نہیں تھی بلکہ آواز کی فریکونسی کے ذریعے ہائبر نیشن کا عمل سرانجام دیا گیا۔

دوسری طرف قرآن مجید میں سورہ کہف کے اندر اصحاب کہف کی طویل نیند کے راز سے پردہ اٹھایا جا چکا ہے۔یعنی جسم کا کون سا حصہ اس معاملے کو کنٹرول کرتا ہے جس کو ہائبر نیشن کا نام دیا گیا اور آج تجربات سے چیز ثابت ہو چکی ہے کہ اگر اس دماغ کے حصے کو مخصوص انداز میں کام میں لایا جائے تو انسان بغیر کھائے پیے نیند کی حالت میں سالوں زندہ رہ سکتا ہے۔

قرآن کا اعجاز (کائنات کا ہم ربط ہونا)

دوسری طرف حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا پہاڑوں سے نکل آنا آج کی سائنس ملٹی ڈائمنشنل ورڈز(Multi Dimension worlds)کو نظریاتی طور پر بیان کر رہی ہے اور سائنسی تھیوری کے مطابق 13پیرل ورڈز(parrael worlds)بیان کر چکی ہے۔

کیا آپ نے غور کیا کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جب پہاڑوں سے نکل کر قبیلے میں آئی اسکے بعد اس کا دودھ تمام افراد استعمال کر رہے تھے اونٹنی زمانے کے دوسرے جانوروں سے زیادہ بڑی جسامت کی مالک تھی اور اس کے دودھ پینے سے کسی انسان پر کوئی برا اثر بھی نہیں ہو رہا تھا بلکہ ان کی صحتیں پہلے سے بہتر ہوتی چلی گئی اس کا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ سے وہ اونٹنی آئی وہاں پر موجود لوگ اس اونٹنی کے دودھ سے بہرہ مند ہوتے تھے۔

یعنی قرآن کے اندر بیان کردہ معجزات اور دیگر علوم کو سائنس آج تجربے کی کسوٹی پر پرکھ رہی ہے اور تجربات کے بعد تمام کی تمام باتیں سچ ثابت ہوتی جارہی ہیں۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی کا ہزاروں میل دور سے تخت منگوانا آج کوانٹم فزکس(Quantum Physics)کی وجہ سے آسان سمجھا جا رہا ہے۔انسان کی عمر کو بڑھنے سے روکنے کے لیے اس خلیے کو دریافت کر لیا گیا ہے جو عمر کی روک میں کلیدی کام سرانجام دیتا ہے تو دوسری طرف انسانی ذہن کی استطاعت بڑھانے کے لیے مختلف وسائل بروئے کار لائے جارہے ہیں۔ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک درندے انسانوں سے بات کرنا شروع نہ کر دیں اور جوتوں کے تسمے حال بیان نہ کریں اور انسان کی ران اس کی غیر موجودگی میں گھر والوں کے احوال بیان نہ کردے۔

انسان بہت سے جانوروں کی زبانیں سمجھنے کے قابل ہو چکا ہے سب سے پہلا تجربہ چمگاڈر پر کیا گیا تو دوسری طرف پودوں کی زبان اور خیالات کو بھی ریکارڈ کیا جارہا ہے- ان تمام معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے اگر یہاں پر قرآن مجید کی ایک آیت بیان نہ کی جائے تو یہ بہتر نہ ہو گا یعنی اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے اور اعتدال سے کام لو اور حد سے نہ آگے نہ بڑھو۔

آنے والے چند سالوں میں سائنس کی مدد سے ہم وقت کی رفتار کے اوپر قابو پاسکیں گے ٹائم ٹریول ممکن ہو سکے گا اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری وہ دنیائیں جو اس وقت ہماری نظروں سے اوجھل ہیں ان کے اندر عمل دخل انسانوں کے لیے ایک معمول کی بات ہو جائے گی اب اس دور کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک حدیث یہاں پر بیان کروں گا لیکن اس سے پہلے قرآن کی سورہ کہف کی ایک آیت بیان کرنا ضروری ہے جو اس حدیث کے سپورٹ میں آپ کو آنے والے دور کی تمام مناظر واضح کرتی نظر آئے گی۔

قرآن کی آیت سورہ کہف کے اندر یاجوج ماجوج کا ذکر کیا گیا ہے جن کو قرب قیامت میں کھول دیا جائے گا اور وہ پہاڑوں سے گروہ در گروہ نیچے اتر رہے ہوں گے یہ ایک انسانی آبادیوں کے اوپر بہت بڑی یلغار ہو گی لیکن اس سے پہلے احادیث کے مطابق فتنہ دجال ظاہر ہو گا دجال جو اس وقت قید میں ہے اور اسی سائنس کی مدد سے اس کی قید کے دروازے کھول دیے جائیں گے یعنی مختلف ڈائمنشنز(dimensions) کے دروازے جو ایک عرصہ دراز پہلے ذوالقرنین علیہ السلام نے بند کیے تھے اس سائنس کی مدد سے انسان ان کو کھولنے میں کامیاب ہو جائے گا اور اس کے بعد ان آزمائشوں کا دور شروع ہو گا جو نسل انسانی نے اس سے پہلے نہ کبھی دیکھی ہوں گی اور نہ کبھی سنی ہوں گی یاجوج ماجوج کا واقعہ دجال کے بعد ہو گا اس کا مطلب ہے کہ قرب آخرت میں جتنے بھی معاملات پے در پہ ہوں گے وہ اسی سائنس کی کار فرمائی ہو گی کہ ہم ان چھپے ہوئے رازوں کو کھولیں اور اس کے بعد انسان ان تکلیفوں پریشانیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہو گا اللہ تعالی نے قرآن مجید میں انسان کو اشرف المخلوقات بتایا ہے لیکن اس کے ساتھ اس آیت میں ایک اور نقطہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بہت سی مخلوقات انسانوں سے بھی افضل ہیں اور اگر کسی ایسی مخلوق کا انسانی آبادیوں میں عمل دخل بڑھ گیا تو اس کی یقینی صورت نسل انسانی کے معدوم ہونے کی صورت میں سامنے آئے گی اسی وجہ سے مختلف دنیا کے سائنسدان اور کمپنیاں دیگر سیاروں پر انسانوں کو بسانے کے لیے کام کر رہی ہیں تاکہ آنے والے وقت کے حوالے سے اپنے آپ کو تیار کیا جاسکے۔ وہ اسلحہ اور جنگوں کی دوڑ جو اس زمین پہ انسانوں کے درمیان جاری ہے اگر وہ خلا میں اور دیگر سیاروں پر ہو گی تو اس کا انجام بھی اس زمین کے انے والے واقعات کی روشنی میں ویسا ہی ہو گا جیسا کہ اس زمین پر ہو رہا ہے۔

خلاصہ بحث

ہمیں دین کے معاملات کو عصری تقاضوں کے مطابق سمجھنے کے ضرورت ہے۔قرآن کی تفاسیر جو تقریبا ایک ہزار سے ذائد عرصے پہلے لکھی گئی اور بعد میں آنے والوں نے اسی ترتیب پر اپنے قلم کا زور صرف کیا۔ جسکی وجہ سے آج مسلمانوں نے دین اسلام کو مذہب اسلام کی شکل دے دی ہے اور دوسری اقوام کے دست نگر بن گئے ہیں۔ ہمیں نہ صرف دین کی تشریحات عصری تقاضوں کے مطابق کرنے کی ضرورت ہے وہیں پر وہ ایجادات جو کوئی بھی کر چکا ہے اسکو سمجھ کر اس سے اگلے قدم کی طرف بڑھنا ہے تاکہ وہ رفعت جو ہم سے کھو گئی ہے ہم اسکو دوبارہ حاصل کر لیں۔قرآن اپنے 1450 سال پہلے کے دعوے پر آج بھی کھڑا ہے جسکے جدید سائنس کو اس مقام تک پہنچنے ہیں تقریبا اتنا ہی عرصہ لگا۔ تمام علوم کے ماہرین کے ساتھ مل کر قرآنی آیات کے تشریحات جدید تقاضوں اور علوم کے مطابق کریں۔ سنت رسول ﷺ کے مطابق اپنے سائنس کے سسٹم تیار کر کے آنے والے اُدوار کی تیاری کریں۔

سفارشات

قران مجید کی عصری تقاضوں کے مطابق تشریح از سر نو کی جائے اور مستند کتابوں کا ترجمہ اپنی زبانوں میں کر کر تمام دینی حلقوں میں اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے تاکہ آنے والے دور کے چیلنجز کا نہ صرف احسن طریقے سے سامنا کیا جا سکے بلکہ اقوام عالم کی رہنمائی اور قیادت کا فرض بھی سرانجام دیا جائے۔

1۔آیات قرآنی کی سائنس سے متعلقہ حصوں کو عصر حاضر کے سائنسی علوم کے ماہرین سے سمجھا جا۔

2۔آیات قرآنی کی سائنس سے متعلقہ حصوں کی تشریحات تفصیلانہ صرف سمجھی جائیں بلکہ ان کو سکھانے کا خاص اہتمام کیا جا۔

3۔جن آیات کے بارے میں سائنس ابھی حل نہیں پیش کر سکی انکو ریسرچ کے بعد دنیا کے سامنے لایا جا۔

4۔جو سائنسی حقائق قرآن کے منافی ہیں ان کو درست کر کے احسن طریقے سے دنیا کے سامنے پیش کیا جا۔

5۔تمام جدید کتابوں کا ترجمہ کر کے انکی رسائی آسان بنائی جا۔

6۔جدید تجربہ گاہوں کا قیام عمل میں لایا جا۔

7۔علوم شریعہ اور عصری علوم کے ماہرین کے درمیان فاصلہ کم کیا جاتا کہ علم پھیلے۔

8۔حکومتی سرپرستی جدید نصاب کے لئے انتہائی ضروری ہے تاکہ تعصب سے پاک خالص علمی نصاب تیار ہو سکے۔

مصادر و مراجع

1. القرآن

2. https://www.rekhta.org/articles/dunya-ki-pahli-tahzeebein-mohammad-mujeeb-articles?lang=ur

3. امام مسلم بن الحجاج ، صحیح مسلم،،كِتَابُ الْقَدَرِ،بَابُ حِجَاجِ آدَمَ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ،البشریٰ پبلشرز، کراچی پاکستان،2011

4. https://www.oxfordreference.com/display/10.1093/oi/authority.20110803100255640

5. https://www.google.com/url?client=internal-element-dabgenentlw&q=http://hyperphysics.phy-astr.gsu.edu/Nave-:cse&cx=009685991082168919281 html/Faithpathh/kalamcos.html&sa=U&ved=2ahUKEwjpn8WIvIyDAxX8Q6QEHasHArkQFnoECAAQAQ&usg=AOvVaw04yf4GRUv8yI9myedzKOLR

6. جامع الترمذی،الفتن،بَابُ مَا جَاءَ فِي كَلَامِ السِّبَاعِ،

7. سائنس کی انسانی زندگی میں حقیقت،ندیم اقبال(6:2016)،https://www.mirrat.com/article/11/816

8. ڈاکٹر ذاکر نائیک، مترجم۔عبدالقدوس ہاشمی، قرآن اور جدید سائنس موافق یا ناموافق،(راولپنڈی،الصفہ دار النشر، پاکستان،2006ء)۔

حوالہ جات:

---

[i] ۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک، مترجم۔عبدالقدوس ہاشمی، **قرآن اور جدید سائنس موافق یا ناموافق**،(راولپنڈی،الصفہ دار النشر، پاکستان،2006ء)۔

ii- القرآن 30:21

iii . Cosmology is the study of the origin, development, structure, history, and future of the entire universe

iv - Astronomy is the study of everything in the universe beyond Earth's atmosphere

v - a science that employs the methods and principles of physics and chemistry in the study of astronomical objects and phenomena

vi مجیب صاحب: **اُحوال وافکار**،ڈائرکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، 2011،ص359.

vii امام مسلم بن الحجاج ، صحیح مسلم،،کتَابُ القَدرِ،بَابُ حِجاجِ آدَمَ وَموسَیٰ عَلَیہِمَا السَّلَامُ،البشریٰ پبلشرز، کراچی پاکستان،2011،رقم:2653.

viii القرآن 81:36

ix القرآن96:1

x القرآن 54:17

xi - القرآن .190:3

xii- القرآن 30:21 .

xiii- القرآن 30:21.

xiv- القرآن 18:23.

xv- القرآن 45:24.

xvi- www.ncstate.pressbooks.pub/introbio181/chapter/prokaryotes/

xvii - القرآن 11:41.

xviii- https://www.research.ox.ac.uk/articles

xix- القران 41:13.

xx- القرآن 38:58.

xxi- ادریس آذاد/www.facebook.com/Religion.philosphy ،-

xxii القرآن 11:54ـ

xxiii القرآن 1:76

xxiv القرآن 47:24

xxv القرآن18:9